بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوٹل پر کھانا کھانے والا اگر کھانا بچا کر چلا جائے تو کیا ویٹر اس کو کھا سکتا ہے ؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک ہوٹل پر، ویٹر ہوں، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بالفرض زید کوئی کھانا منگواتا ہے، اس کے چند لقمے ہی لیتا ہے، کھانا اس کو پسند نہیں آتا، وہ وہیں کھانا چھوڑ کر اس کے پیسے ادا کر کے چلا جاتا ہے، جس سے ہمارا غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ اب یہ واپس نہیں آئے گا اور چھوڑا ہوا کھانا واپس نہیں لے گا، لیکن وہ کسی کو کھانے کا مالک بھی نہیں بناتا۔ سوال یہ ہے کہ اب یہ کھانا جو وہ چھوڑ کر چلا گیا، ہم کھا سکتے ہیں یا نہیں ؟

جواب

پوچھی گئی صورت میں زید جو کھانا چھوڑ کر چلا گیا اور معلوم ہے کہ اب وہ واپس نہیں آئے گا اور چھوڑا ہوا کھانا واپس نہیں لے گا، بلکہ اگر وہ کسی دوسرے کو کھاتے ہوئے دیکھ بھی لے تو بھی اسے منع نہیں کرے گا تو یہ کھانا جو بھی کھالے اس کیلئے مباح اور جائز ہے، کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جد الممتار میں اخروٹ کے بارے میں فرماتے ہیں :

”لو تركه صاحبه تحت الأشجار على جهة الاعراض بحيث علم أنه يرضى بأخذه ولا يزاحم آخذه فهو ح بمنزلته أي بمنزلة النوى في كونه مباحا، لأن المدار على دليل الاباحة وقد وجد۔“

ترجمہ : اگر اخروٹ کے مالک نے اعراض کی نیت سے درختوں کے نیچے اخروٹ چھوڑ دئے، اس طرح کہ معلوم ہو کہ اخروٹ کا مالک، کسی کے بھی لے لینے پر راضی ہے اور اخروٹ لینے والے سے وہ مزاحمت نہیں کرے گا تو اس صورت میں وہ اخروٹ مباح ہونے کے اعتبار سے گٹھلی کی طرح ہیں، کیونکہ دارومدار اس پر ہے کہ مباح ہونے کی دلیل پائی جائے اور یہاں وہ دلیل پائی گئی۔ (جد الممتار، جلد 5، صفحہ 418 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بسوط للسرخسی میں ہے :

”ثم ما يجده نوعان: (أحدهما) ما يعلم أن مالكه لا يطلبه كقشور الرمان والنوى. (والثانی) ما يعلم أن مالكه يطلبه. فالنوع الأول له أن يأخذه وينتفع به“

ترجمہ : انسان کو جو چیز کہیں پڑی ہوئے ملے، وہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ اس کے مالک کو اس کی طلب نہیں ہے جیسے انار کے چھلکے، گٹھلی، دوسری وہ چیز ہے کہ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے مالک کو اس کی طلب ہوگی، پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ وہ چیز اٹھا سکتے ہیں، اس سے نفع بھی اٹھا سکتے ہیں۔ (بسوط للسرخسی جلد 11، صفحہ 3، مطبوعہ کوئٹہ)

مزید ایک مقام پر جد الممتار میں فرمایا:

"أقول: أما ان طرح مثل القشور والرمان من الأشياء التي يرمى بها عادة على وجه الاعراض يعلم أن صاحبها لا يطلبها ولو رأى غيره يأخذها ويتصرف فيها لا يزاحمه ولا ينهاه اباحة فمجمع عليه بين علمائنا، لا نعلم فيه خلافا۔"

ترجمہ: میں یہ کہتا ہوں کہ چھلکے اور انار جیسی چیزیں جو عادۃً اعراض کی نیت سے پھینک دی جاتی ہیں، جس کے مالک کے بارے میں معلوم ہو کہ اسے ان چیزوں کی طلب نہیں ہے، اگر مالک کسی کو لیتے ہوئے اور اس میں تصرف کرتے ہوئے دیکھے گا تو بھی منع نہیں کرے گا اور مزاحمت نہیں کرے گا تو ایسی اشیاء کا مباح ہونا ہمارے علماء میں بالاجماع ثابت ہے، اس میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہے۔ (جد الممتار، جلد 4، صفحہ 337، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "بیرون شہر درختوں کے نیچے جو پھل گرے ہوں اگر اُن کی نسبت معلوم ہو کہ کھالینے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہے جیسے اُن مواقع میں جہاں کثرت سے پھَل پیدا ہوتے ہیں راہگیروں سے تعرض نہیں کرتے ایسے مواقع میں کھانے کی اجازت ہے مگر درختوں سے توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کی بھی اجازت ثابت ہو تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے۔" (بہار شریعت جلد 2، حصہ 10، صفحہ 483، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد فراز عطاری مدنی

فتوی نمبر: Gul-3283

تاریخ اجراء: 27 ربیع الاول 1446ھ/02 اکتوبر 2024ء